بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مریم قریشی نے یہ ناول (گلاب رت کے حسین) صرف اور صرف نیوایرامیگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاہے۔اس ناول (گلاب رت کے حسین) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرامیگزین(New Era Magazine)کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ:نیوایرامیگزین

****

ابراہیم کی گرینڈ بارات کا فنکشن ہو چکا تھا۔اور اس شادی میں خاور کے دل پر علینہ بلی سمیت براجمان ہو چکی تھی۔

ہما بہت خوش تھی۔اس کو تو لگتا تھا ہفت اقلیم کی دولت مل گئی تھی۔

ابراہیم ابھی تک ٹرانس میں تھا۔حجلہ عروسی میں کب ہما کا گول چہرہ کتابی چہرے میں تبدیل ہوا اور کہاں سلکی بال ہلکے بھورے بالوں میں تبدیل ہوئے۔اسے کوئی ہوش نہیں رہا تھا۔ صبح اسے لگ رہا تھا ہما تبدیل ہو چکی ہے۔لیکن اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ ہما تبدیل نہیں ہوئی بلکہ وہ تبدیل ہو گیا ہے۔بہت ہی غلط وقت پر اسے محبت ہوئی تھی۔وہ شندانہ نیازی سے پہلی نظر کی محبت کا شکار ہو گیا تھا۔یہ سب اچھا نہیں ہوا تھا۔اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار ائیر پورٹ کے مناظر آرہے تھے۔اسے شاید اب خاموش ہی رہنا تھا۔وہ خاموش رہنے کے علاوہ کر ہی کیا سکتا تھا۔

ولیمے کی تقریب میں آف وائٹ لہنگے میں ہما کا ملکوتی حسن نمایاں تھا۔ابراہیم تھری پیس سوٹ میں غضب ڈھا رہا تھا۔سب چہرے مطمئن اور شاد تھے، لیکن دل مطمئن نہیں تھے۔ہم انسانوں کے دل کبھی بھی مطمئن نہیں ہوتے ہیں۔ہم خوشی میں بھی کہیں نا کہیں سے غم کا جواز ڈھونڈ لیتے ہیں۔

شندانہ اور یاور شایان نیازی اور گل مکئی کو لیکر سوات واپس آچکے تھے۔نعمانہ بھی ساتھ تھیں۔نیازی منزل کی رونقیں بحال ہو چکی تھیں۔ملنے ملانے والوں کا تانا بندھا رہتا تھا۔

دوسری جانب ہما تو ابراہیم کو پا کر کھل اُٹھی تھی۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ رات بھر اس کا شوہر اس کے چہرے میں کسی اور کو تلاش کرتا رہا ہے۔یہ چیز اسے نہ پتا چلتی تو ہی ٹھیک رہتا۔ورنہ ہما نے صدمے سے مر ہی جانا تھا۔بس یک طرفہ ابراہیم کے دل میں اپنا پڑاؤ کر چکی تھی۔ہما کے نصیب میں ادھوری خوشیاں لکھی تھیں۔پتا نہیں وقت کیا کروٹ لینے جا رہا تھا۔

"سنو! تم مجھے اپنی زندگی کی بہار کیوں نہیں بنا لیتی؟؟میری نظریں تمہارے قدموں سے لپٹی رہتی ہیں۔تم دور نہ جایا کرو تمہیں رب کا واسطہ ہے میرے سامنے رہا کرو اور مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔۔"

علینہ کو ولیمہ میں دیکھ کر خاور کا دل بار بار یہی گنگنا رہا تھا۔

وہ پہلی فرصت میں ہی ابراہیم سے بات کرے گا۔اس نے سوچ رکھا تھا۔اور اتفاقاً ابراہیم کی طرح خاور بھی علینہ سے پہلی نظر کی محبت کا شکار ہو چکا تھا۔

ملکی صورتحال میں زرا کشیدگی پیدا ہوئی تو تمام آفیسرز کو واپس بلا لیا گیا تھا۔

"ہما میں جا رہا ہوں، غازی بن کر لوٹوں گا یا شہید ہو کر، لیکن ہر حال میں واپس آؤں گا"

ابراہیم نے ولیمے کے اگلے دن ہما سے کہا تھا۔

ہما کے دل میں خدشات سر اُٹھانے لگے تھے۔اس نے خوف زدہ نظروں سے ابراہیم کو دیکھا تھا۔

"دعا کرو جیسے ہی حالات ٹھیک ہوتے ہیں۔نہ آسکا تو تمہیں بلوالوں گا۔۔۔"ابراہیم نے اس کا ہاتھ دبایا تھا۔اور وہ نجانے ہما کے چہرے میں کیا تلاش کر رہا تھا۔ہما ابراہیم کے بار بار دیکھنے پر شرما جاتی تھی۔وہ اپنی محبت میں اندھی یہ نہیں جان پائی تھی کہ اس کا شوہر اس کے چہرے میں کسی اور کو کھوجتا ہے۔

ابراہیم،خاور اور طلحہ کمانڈوز تھے۔اور ان کی ویسے ہی ضرورت تھی۔ملتان بارڈر پر خاصی کشیدگی تھی۔طلحہ کو بھی ان کے ساتھ بھیج دیا گیا تھا۔اسپیشل فورس کی دنیا کی نظروں میں بڑی عزت ہے۔

پاک آرمی کے سپیشل سروس گروپ کی تشکیل ایوب خاں کے دور سے شروع ہوئی اور آج اس گروپ میں 14 ہزار کے لگ بگ کمانڈوز موجود ہیں۔

1965 کی جنگ میں اس گروپ کے کمانڈوز نے بھارتی پنجاب میں موجود اہم بھارتی ائیر بیس کو بھی تباہ کیا۔

1987 میں اس گروپ نے سیاچن کی 4 برف پوش چوٹیوں پر انڈیا کا کیا گیا قبضہ چھڑوالیا اور وہاں موجود تمام بھارتی فوجی مارے گئے۔

اس کے علاوہ دہشت گردوں کے کئی احساس مقامات پر کئے گئے کئی حملے ناکام بناڈالے۔سب سے اہم واقعہ اے پی ایس پر دہشت گردوں کے حملے کے دوران پیش آیا۔اس وقت ایس

New Era Magazine

ایس جی کی الزرار کمپنی نے انتہائی تربیت یافتہ دہشت گردوں کو ٹھکانے لگایا۔ یادرہے الزرار کمپنی کو ایس ایس جی کی سب سے بہترین کمپنی مانا جاتا ہے۔

ایس ایس جی کو نیوٹرل ماہرین دنیا کی چھٹی طاقتور ترین کمانڈو فورس گردانتے ہیں۔ جبکہ اس حوالے سے انڈیا کا نام ٹاپ ٹین میں بھی کہی نظر نہیں آتا۔

پاک ایس ایس جی وزیرستان میں دہشت گردوں کے خلاف لاتعداد کامیاب اپریشن کر چکی ہے۔ مثال کے طور پر وادی شوال کو دنیا کی خطرناک ترین وادیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ضرب عزب سے پہلے یہاں ٹی ٹی پی کے گوریلا جنگ کے ماہر کمانڈوز تعینات تھے جن کو شکست دینا ناممکن لگ رہا تھا لیکن پاک ایس ایس جی نے ان کا کامیابی سے صفایا کر دیا۔

پاک ایس ایس جی کے پاس بہترین ہتھیار موجود ہیں۔ ایس ایس جی کی سروس رائفل M-4 ہے جبکہ دوسرے نمبر پر AUG Styer اور FN-2000 استعمال ہوتی ہے۔ بعض اپریشنز میں جدید T-56 رائفل بھی استعمال ہوتی ہے۔

ایس ایس جی کے زیر استعمال سنائپر رائفلز دہشت گردوں کے لیے دہشت کی علامت سمجھی جاتی ہیں۔ ان رائفلز میں M-82 barret, رینج ماسٹر، ڈرگونیو وغیرہ نام کی سنائپر رائفلز شامل ہیں۔

یہ پاک آرمی کے اشارے پر ہر اس جگہ اپریشن کرتے ہیں جہاں ایک عام فوجی کا پہنچنا ناممکن ہوتا ہے۔ اس لیے اس گروپ کی تربیت بھی انتہائی سخت ہوتی ہے۔

New Era Magazine

یہ فورس صرف ایک فوجی اہلکار ہی جوائن کر سکتا ہے۔اس میں بھرتی کے لیے پہلے پاک آرمی میں بھرتی ہونا ضروری ہوتا ہے۔

ابراہیم لوگ فلائٹ سے ملتان پہنچے تھے۔جاتے ہی ڈیوٹی سنبھال لی تھی۔اصل میں ہمارا دشمن انتہائی مطلبی اور چال ساز ہے۔

جیسے ہی فجر کے وقت شیلنگ ہوئی۔ابراہیم نے جوانوں کو مورچوں پر مستعدی سے کام لینے کا کہا۔اور یوں مسلسل تین گھنٹے تک یہ سلسلہ جاری رہا تھا۔دوسری طرف کے کافی زیادہ لوگ ہلاک ہوئے۔تو انہیں عقل آئی اور اس طرح سے گولہ باری قدرے کم ہوئی تھی۔اتنے بھاری نقصان کے باوجود بھی دشمن باز نہیں آیا تھا۔ابراہیم کنٹرول روم سے کمانڈ لے کر آیا ہی تھا کہ ایک گولی اس کے بازو کو چیرتی ہوئی گزر گئی تھی۔اس نے اپنے آپکو سنبھال لیا تھا۔وہ کس طرح سے اندر واپس آیا تھا وہ نہیں جانتا تھا۔کیونکہ ابھی اس طرف میڈیا اور عوام کا داخلہ بند تھا تو کسی کو ڈائریکٹ خبر نہیں دی جا رہی تھی۔ہر خبر آئی ایس پی آر کے زریعے ہی دی جاتی تھی۔کنٹرول روم تک پہنچتے وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہو چکا تھا۔

"ابراہیم۔۔۔"خاور نے اسے نیچے گرتا دیکھ کر چیخ ماری تھی۔

اسے فوراً ملٹیری ہاسپٹل منتقل کر دیا گیا تھا۔

New Era Magazine

شندانہ نے آج پھر سے ایک خواب دیکھا تھا۔اسے خواب میں ہر طرف سرخ رنگ ہی دکھائی دیا تھا۔وہ پریشان ہو گئی تھی۔وہ اُٹھ بیٹھی تھی۔اس کے دل کی حالت بہت زیادہ عجیب تھی۔

اس نے اس بات کو وہم جانا۔

"شاید یاور بھائی کے ساتھ خبریں دیکھ دیکھ کر میں بھی پاگل ہو گئی ہوں۔۔۔"اس نے خود کلامی کی تھی۔

ٹی وی پر پل پل کی خبریں جاری تھیں۔ابراہیم وغیرہ سے ابھی کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔آدھے سے زیادہ مہمان جا چکے تھے۔سفینہ لاج میں ایک بے چینی کی سی حالت تھی۔فرازیہ بیگم اور ہمانے تو مصلہ سنبھال لیا تھا۔وہاں تنویر علی ایک منٹ تک ٹی وی سے آگے نہیں ہٹتے تھے۔نازو پلے بیٹے کی اس وقت کوئی خبر نہیں تھی۔پریشان ہونا تو لازمی تھا۔وہ بہت بے چین تھے۔ملتان ہیڈ کوائٹرز سے ابھی تک کوئی پیغام موصول نہیں ہوا تھا۔بس خیریت کی ہی اطلاع دی جاتی رہی تھی۔ابراہیم 'طلحہ اور خاور میں سے کوئی بھی ایک ہفتے سے آن لائن نہیں ہوا تھا۔سب لوگ بار بار فون چیک کرتے تھے۔جانے کے بعد بس ایک دفعہ ہی خیریت کی اطلاع آئی تھی۔

ابراہیم کے بازو سے گولی نکال دی گئی تھی۔مگر مسلسل کام کرنے سے تھکاوٹ ہو گئی تھی۔تو اس لیے اسے ہوش نہیں آرہا تھا۔خاور اور طلحہ کی تو جیسے جان ہی سولی پر اٹکی ہوئی تھی۔حالات

کی کشیدگی کے باعث خاور بہت مشکل سے واپس آیا تھا۔اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔ طلحہ چونکہ شہر میں ہی تھا۔وہ بھی چکر لگا سکتا تھا۔آج دونوں کو پتا چلا تھا کہ وہ تینوں ایک دوسرے کے لیے کتنے اہم ہیں۔کیسے ایک کو کچھ ہو تو دوسرے کا دل تڑپ اُٹھتا ہے۔

سچی دوستی کی نشانی یہی ہوتی ہے۔ایک کو کچھ ہو تو دوسرے کو محسوس ہو۔

سچے دوست یک جان دو قالب ہوتے ہیں۔

اے خدا! میرا یار اس وقت تکلیف میں ہے۔اس کی تکالیف دور فرما۔ طلحہ نے تو پھر بھی کچھ خود پر قابو پالیا تھا۔ مگر خاور وہ سرخ چہرہ لیے اب ابراہیم کی پوزیشن سنبھالے ضبط کیے ہوئے بیٹھا تھا۔وہ فائر شاید لانگ رینج سے کیا گیا تھا۔درمیان میں کسی درخت کو چیر کر گولی ابراہیم کو لگی تھی۔ورنہ ابراہیم لوگوں کا آفس تو سیف زون میں تھا۔

ابراہیم کو ہوش آیا تو اپنے آپکو ہاسپٹل میں موجود پایا تھا۔ساتھ ہی بائیں بازو میں شدت سے درد اُٹھا تھا۔ مگر اس نے صبر کر لیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد طلحہ بھی آموجود ہوا تھا۔

"پورے تین دن بعد تجھے ہوش آیا ہے پہلوان۔۔۔"

ابراہیم مسکرایا تھا۔

"گھر میں اطلاع تو نہیں دی نا۔۔۔" ابراہیم نے پہلا سوال کیا تھا۔

"نہیں لیکن انکل کے کافی فون آچکے ہیں۔میں نے تھوڑی دیر پہلے ہی بات کی ہے۔اور سب کچھ کلئیر ہے کی رپورٹ دی ہے۔۔۔" طلحہ نے کہا تھا۔

New Era Magazine

"وہ کہہ رہے تھے میری بات کرواؤ۔میں نے کہہ دیا کنٹرول روم میں ہے۔ابھی بات نہیں ہو سکتی۔میں نے ایک سیلفی بھیج دی ہے۔۔۔۔"

طلحہ نے بتایا تھا۔

ابراہیم مسکرادیا تھا۔

"اور خاور ٹھیک ہے نا۔۔۔"ابراہیم کو خاور کی یاد آئی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہے وہ۔بڑے غصے میں ہے۔تین دن میں کوئی سینکڑوں فوجیوں کو جہنم واصل کر چکا ہے۔تمہاری جگہ وہی اب لیڈ کررہا ہے۔بہت تپا ہوا ہے۔۔۔"طلحہ نے جوش سے بتایا تھا۔

"اپنا یار ہے وہ۔۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔طلحہ مسکرادیا تھا۔

ہما کے دل کی حالت بہت خراب تھی۔اس نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا پیا تھا۔روزرات کو اسے دل دہلادینے والے خواب آتے تھے۔وہ پریشان ہو کر اُٹھ بیٹھتی اور ساری رات پلکوں میں کٹتی تھی۔

آج تواسے فرازیہ بیگم نے زبردستی ناشتہ کروایا تھا۔طلحہ کا پیغام آیا تھا تو دل کو کچھ تسلی ہوئی تھی۔لیکن جب تک ابراہیم سے بات نہ ہو جاتی اسے سکون نہیں ملنا تھا۔

تنویر علی اب کچھ پرسکون تھے۔پانچ دن بعد ابراہیم ڈسچارج ہوا تو وہ کینٹ چلا آیا تھا۔وہ گھر نہیں جانا چاہتا تھا۔جب تک کے پٹی نہ اتر جاتی۔یہاں گھر بیٹھے ہی وہ کئی کام نپٹا رہا تھا۔اب

سیالکوٹ میں سیکٹر پر گولہ باری ہو رہی تھی۔ملتان کچھ صورتحال بہتر تھی۔خاور اور طلحہ بے انتہا مصروفیت میں بھی چکر لگاتے رہتے تھے۔

"ابراہیم کالنگ۔۔"فون پر ابراہیم کی کال آتے ہی ہما کو جیسے زندگی کی نوید ملی تھی۔

"السلام علیکم۔۔۔!!"ابراہیم نے ہلکی سی آواز میں کہا تھا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔"ہما کی آنکھوں میں خوشی کے مارے آنسو آ گئے تھے۔

"کیسی ہو۔۔۔"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"میں ٹھیک۔آپ کیسے ہیں؟؟"ہما نے بے تابی سے پوچھا تھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔"ابراہیم نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

"کب آئیں گے۔۔۔"لہجے میں انتظار تھا۔

"بہت جلد۔۔۔"ابراہیم نے گھمبیر لہجے میں کہا تھا۔

"ماما پاپا کیسے ہیں؟؟؟"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"وہ اب کچھ پر سکون ہیں۔طلحہ بھائی کے فون کے بعد پہلے بہت پریشان تھے۔۔۔"ہما فرازیہ بیگم کے کمرے میں چلی آئی تھی۔

ابراہیم نے ماما پاپا دونوں سے بات کر کے تسلی دی تو انہیں سکون آیا تھا۔

ہما کو آج پر سکون نیند آنے والی تھی۔ابراہیم نے آنکھیں موند لیں تھیں۔ چھن سے کوئی سراپا آنکھوں میں آگیا تھا۔کتنا جاں گسل وہ منظر تھا۔جب وہ حسین پیکر سامنے آیا تھا۔خوبصورت سی قمیض شلوار میں بڑا سادوپٹہ اوڑھے۔وہ دھانی رنگ جیسے ابراہیم کے دل کو پانی پانی کر گیا تھا۔ہزاروں خوشبوؤں میں رچی بسی ہما اس سادہ سی لڑکی سے ہار گئی تھی۔ براؤن بالوں کی لا پرواسی چوٹی جس سے اطراف میں لٹے نکلی ہوئی تھیں۔انہوں نے میجر ابراہیم کو کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔ناک کے بائیں جانب چھوٹی سی چمکتی ہوئی سفید لشکارے مارتی نوز پن نے تو اس کی خوبصورتی کو دوآتشہ بنادیا تھا۔سرخ وسفید رنگت اور شرارت بھرا لہجہ کیا حسین امتزاج تھا۔ معصومیت سے گول گول نگاہیں گھماتی ہوئی شدانہ نیازی پوری شان وشوکت سے میجر ابراہیم کے دل پر قابض ہوچکی تھی۔ابراہیم غلط تھا کہ محبت کچھ نہیں ہوتی ہے۔اسے لگتا تھا کہ وہ لڑکیوں میں کبھی بھی دلچسپی نہیں لے گا۔دولڑکیاں اس کی زندگی میں بیک وقت آچکی تھیں۔ایک ہما جو گھر کی مکین تھی۔اور ایک شدانہ جو دل کی مکین بنی تھی۔ایک محرم تھی ایک نامحرم۔ابراہیم نے اس وقت اپنی بے بسی کو محسوس کیا۔وقت اپنی چال چل چکا تھا۔اب تو بس طوفان ہی طوفان تھے۔جب محبت سے بچنے والے محبت میں پڑتے ہیں تو ان سے زیادہ کوئی لاچار نہیں ہوتا ہے۔ابراہیم اپنے آپکو لاچار محسوس کررہا تھا۔وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔اس نارمل موسم میں ابراہیم کو شدید گرمی لگ رہی تھی۔شاید یہ جذبات کی حدت کی وجہ سے تھا۔ عشق اپنا سازوسامان لیے شہر محبت میں اپنے قدم بس رکھنے ہی والا تھا۔

شندانہ نے اپنے والدین کو یاور کی پسند سے آگاہ کیا تھا۔انہیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔شایان نیازی اور گل مکئی نے یاور کو صرف اپنا بیٹا نہیں بنایا تھا بلکہ مانا بھی تھا۔اس وقت بڑی اماں کے کمرے میں محفل لگی ہوئی تھی۔

"ماں جی آج میں آپ سے ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں۔۔"شایان نیازی نے ہمت کر ہی لی تھی۔

"بولو بیٹا۔۔۔"بڑی اماں نے کہا تھا۔

"ماں جی بات کچھ یوں ہے کہ یاور ایک لڑکی کو پسند کرتا ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ شندانہ اور یاور ایک دوسرے کو بہن بھائی مانتے ہیں۔اور وہ دونوں کسی اور رشتے میں نہیں بندھنا چاہتے ہیں۔یاور کے والد بھی راضی ہیں۔یاور اب آپ کی رضامندی چاہتا ہے۔بقول اسکے بڑی اماں ہی اس کا رشتہ لیکر جائیں گی تو ہی وہ بیاہ رچائے گا۔۔۔"شایان نیازی نے سیدھے لفظوں میں من و عن یاور کی خواہش بڑی اماں کے گوش گزاری تھی۔

"اچھا یہ تو خوشی کی بات ہے۔اس نیک کام میں دیر کیسی۔وہ مجھے بھی کہہ سکتا تھا۔ہاں یاور اور شندانہ کو ساتھ دیکھنا میری خواہش ضرور تھی۔لیکن میں نے ضد نہیں بنالی تھی۔جس میں میرے بچے خوش میں بھی اسی بات میں خوش۔۔۔۔"بڑی اماں نے اپنی بزرگی کا حق درست معنوں میں ادا کیا تھا۔ایک طرف ان کی عزیز از جان پوتی تھی۔تو دوسری طرف نواسا تھا۔جو پیدا ہوتے ہی مسکین ہو گیا تھا۔انکے پاس اتنا جابر دل نہیں تھا کہ وہ اپنے نواسے کے دل کی

خواہش پوری نہ کرتیں۔انہوں نے کھلے دل سے حقیقت کو قبول کیا تھا۔نیازی منزل میں بس اب بہت جلد ہی شہنائیاں بجنے والی تھیں۔

ملتان میں اس وقت موسم قدرے بہتر تھا۔نومبر کی رت بڑی دلنشین تھی۔تحریم کا دل جیسے سینے میں اٹکا ہوا تھا۔یاور اسے بتا چکا تھا کہ آج ماموں بڑی اماں سے بات کریں گے۔وہ صبح سے نجانے کتنی دعائیں مانگ چکی تھی۔اچانک فون کی بیل گونجی تھی۔دوسری طرف یاور تھا۔

"اسلام علیکم!!"یاور کی آواز پرجوش تھی۔

"وعلیکم اسلام!"تحریم کے دل کو تسلی ہوئی تھی۔

"تحریم بڑی اماں مان گئیں ہیں۔وہ بہت خوش ہیں۔۔۔"یاور نے کہا تھا۔

"الحمدللہ۔۔۔"تحریم نے شکر کا سانس لیا تھا۔"بس اگلے ہفتے آئیں گے سب تمہاری طرف۔۔۔"یاور بہت خوش تھا۔

"میں ممی کو آج رات بتادوں گی۔۔۔"تحریم نے کہا تھا۔

"ہاں ضرور بتاؤ ساسوماں کو۔۔۔۔"یاور نے چھیڑا تھا۔

تحریم کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔جیسے من میں گھنٹیاں بجنے لگی تھیں۔فون کی دوسری طرف یاور کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ فون سے نکل کر تحریم کے سامنے حاضر ہو جائے اور اس کی کھنکتی ہنسی کو

دیکھتا رہے دیکھتا رہے۔ جب تک سانس باقی ہے۔ یاور کا دل بہت زور سے تحریم کا تمنائی تھا۔ وقت یاور کی بے چینی پر مسکرا رہا تھا۔

ابراہیم کی حالت اب قدرے بہتر تھی۔ وہ اب آسانی سے گھر میں چل پھر سکتا تھا۔ آج وہ پٹی کرانے گیا تھا تو سی ایم ایچ میں یاسر بھائی سے ملاقات ہو گئی۔ وہ اپنے کسی دوست کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ ابراہیم نے انہیں سختی سے منع کیا تھا کہ فی الحال گھر میں کسی سے بھی تذکرہ نہ کریں۔ کیونکہ اب وہ قدرے بہتر تھا۔ تنویر علی کو پتا چلتا تو وہ ابراہیم کو لینے یہاں پہنچ جاتے۔ ابھی حالات بہتر نہیں تھے۔ ابراہیم ہفتے بعد جوائننگ کا سوچ رہا تھا۔

مگر وہ یاسر بھائی ہی کیا جو بات اپنے تک رکھتے انہوں نے اپنی بیگم کو بتائی۔ بیگم نے سارے گھر میں نشر کر دی۔ اور اب شام کے وقت سب لوگ کینٹ میں موجود تھے۔ ابھی سفینہ لاج میں کسی کو اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ یہ شکر تھا۔

"بس تم نے ہمیں غیر سمجھا۔۔۔" عافیہ پھوپھو کے شکوے ہی کم نہیں ہو رہے تھے۔

"نہیں پھوپھو میں آپکو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔" ابراہیم نے کہا تھا۔

"ہم کہاں بھائی صاحب کو بتانے والے تھے۔۔۔" اب ساعقہ پھوپھو نے کہا تھا۔

"غضب خدا کا ہمارا بچہ اسی شہر میں نوکروں کے سہارے دس دن پڑا رہا اور ہمیں خبر نہیں۔ ایک ہی بھائی ہے اور اکلوتا بھتیجا۔ مجھے تو جیسے پتا چلا۔ میرے کلیجے پر ہاتھ پڑا تھا۔۔۔" عافیہ پھوپھو نے کہا تھا۔

ابراہیم کا دل یک بار پریشان ہوا تھا۔اتنی سی تکلیف پر اسکا خاندان پریشان تھا۔ایک طرف ابراہیم کا شہادت کا جذبہ تھا اور دوسری طرف خاندان۔

"خدا کسی کو اکلوتا نہ بنائے۔۔۔"وہ دل ہی دل میں بڑبڑایا تھا۔

ابراہیم کی خوب خبر لینے کے بعد وہ سب روانہ ہو گئے تھے۔لیکن علینہ اور عافیہ بیگم رہ گئی تھیں۔انہوں نے اب ابراہیم کو صحت مند کر کے ہی یہاں سے ہلنا تھا۔

موسم آج بڑا حسین تھا۔نیازی منزل میں تو جیسے بہار آگئی تھی۔یاور کے والد لندن سے آ گئے تھے۔شندانہ ہر طرف کھلکھلا کر پھر رہی تھی۔اس نے آج بنانا ڈیلائٹ بنایا تھا۔

"ہائے میرے بھائی کی شادی ہو جائے گی ہم بھابھی لائیں گے۔۔۔"کچن میں شندانہ روزی سے مخاطب تھی۔

روزی صرف ہوں ہاں میں سر ہلا رہی تھی۔"میرا بس چلے تو آج ہی تحریم بھابھی کو لے آؤں۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

سلاد کاٹتی روزی کے ہاتھ پر زور سے چھری لگی تھی۔اور ساتھ ہی رونے کا بہانہ بھی مل گیا تھا۔

"ارے پاگل ہو۔۔۔۔"شندانہ نے بے حس کھڑی روزی کا ہاتھ پکڑا تھا۔

اک دل ہی تو ہے۔جو پاگل ہے۔نادان ہے ضدی ہے۔

شندانہ روزی کی پٹی کر کے اسے کوائٹر میں چھوڑ آئی تھی۔

روزی کو تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔

"یہ دن تو آنا ہی تھا۔۔۔" دماغ نے تاویل گھڑی تھی۔

"ہاں لیکن اس پاگل دل کا کیا کروں؟"

"صبر کرو۔اور ریاض کا ہاتھ تھام لو۔۔۔"

دماغ مشورے پر اتر آیا تھا۔ لیکن دل میں کچھ کانچ سے بھی زیادہ زور سے ٹوٹا تھا۔اب ساری رات ہی آنکھوں سے جھڑی بہنی تھی۔ محبت بہت ظالم ہے یہ واقعی سچ ہے۔شہر محبت میں آج ماتم تھا۔یک طرفہ محبت پر ایک لڑکی آنسو بہا رہی تھی۔

"میں بھی ظالم ہوں۔ کسی کسی کو ہی موقع دیتا ہوں کہ وہ اپنی چاہت کو پالے۔۔۔"۔وقت نے سرگوشی کی تھی۔وفا اور چاہت ہاتھ باندھے وقت کے کٹہرے میں کھڑے تھے۔انہوں نے اس سرگوشی پر سر جھکایا تھا۔اور تقدیر اوپر آسمانوں پر تحریم اور یاور کے ملن کی گھڑی طے کر رہی تھی۔

"پچ پچ کروڑوں لوگوں کی طرح تو نے مجھے نہیں آزمایا۔۔۔"تدبیر روزی سے گویا ہوئی تھی۔

خاموش محبت کی مالک روزی چپ چاپ سنتی جا رہی تھی۔اور آنسو بہاتی جا رہی تھی۔وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔

تحریم اپنی والدہ کو سب بتا چکی تھی۔ ساعقہ بیگم کی ایک بار یاور سے سر سری ملاقات ہو چکی تھی۔ جب یاور نے تحریم کی مدد کی تھی وادی میں۔ خیر انہوں نے تحریم کے والد سے بات کرنے کے بعد تحریم کو اوکے کا سگنل دیا تھا۔ تو اس اتوار کو یاور کے گھر والے باقاعدہ تحریم کو مانگنے آ رہے تھے۔ وہ ہواؤں میں تھی۔ کیوں نہ ہوتی دل کی خواہش جو پوری ہونے جا رہی تھی۔

سفینہ لاج میں ہما کے آنے کے بعد ایک ہلچل کا احساس ہوتا تھا۔ زرق برق کپڑوں میں ملبوس ہما جب سفینہ لاج کی راہداریوں میں گھومتی تو فرازیہ بیگم کے دل کے اندر تک ٹھنڈک اتر آتی تھی۔ وہ ہما کو دیکھ دیکھ کر جی رہی تھیں۔ آج کل ان کا دھیان ابراہیم کی طرف کم کم ہی تھا۔ ہما کی دن میں دو سے تین بار ابراہیم سے بات ہو جاتی تھی۔ وہ خوش تھی۔ بلکہ یوں کہا جائے کے بے جا خوش تھی۔

"ڈیڈ یہاں میرا دل بہت جلدی لگ گیا ہے۔۔۔" کچن میں کافی پھینٹتی ہما ویڈیو کالنگ پر مظاہر آفندی سے مخاطب تھی۔

"اچھا واہ بھئی ہمیں اتنی جلدی بھول گئی تم۔۔۔" انہوں نے شکوہ کیا تھا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے ڈیڈ۔۔۔" ہما نے دہائی دی۔

"پھر کیسی بات ہے۔۔۔۔" انہوں نے سوالیہ انداز اپنایا تھا۔

New Era Magazine

"بس کر دیں آپ نہ تنگ کریں ہما کو۔بیٹیاں سسرال میں دل لگائیں تو ہی ماں باپ میکے میں خوش رہتے ہیں۔۔۔"سائرہ کا دل چاہا وہ اپنا سر پیٹ لیں۔مظاہر آفندی کا دل جیسے یقین ہی نہیں کر پا رہا تھا کہ ہما اب پرائی ہو گئی ہے۔

"ماما یو آر سوئیٹ۔۔۔"ہما نے مکھن لگایا تھا۔اس کی کافی ریڈی ہو چکی تھی۔

"اچھا بیٹا پھر بات کرتی ہوں ابھی تمہارے پاپا کی دوائی کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔"سائرہ بیگم نے مسکراتی نظروں سے کہا تھا۔

"اللہ حافظ۔۔۔"ہما نے کھکھلا کر فون بند کیا تھا۔اس کے میکے سے دن میں درجنوں بار فون آتے تھے۔کبھی مام ڈیڈ کی کال آ رہی ہے تو کبھی میکائیل کا فون آ رہا ہے۔سیما کو بھی سکون نہیں تھا۔وہ بھی دن میں دو سے تین بار کال ملاتی تھیں۔اتنی محبتوں پر ہما آفندی شکر گزار تھی۔

"پتا نہیں شکر گزار لوگوں کے امتحان اتنے سخت کیوں ہوتے ہیں؟؟؟"وفا اور قدر دانی نے شہر محبت میں وقت سے شکوہ کیا تھا۔

"میں وقت ہوں۔اور وقت بادشاہ ہوتا ہے۔۔۔۔"وقت کی بے رحم سرگوشی بہت سخت تھی۔

"میرا دل مطمئن ہے۔ہماری ہما خوش ہے۔ابراہیم اور سب کا رویہ بہت ہی اچھا ہے۔۔۔۔"سائرہ بیگم مطمئن لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔وہ اور مظاہر آفندی اب لاہور ہی تھے۔

New Era Magazine

"ہاں پر ایسا کچھ ہے۔ جو میرے دل میں کھٹکتا رہتا ہے۔۔" مظاہر آفندی نے چائے کا سپ لیا تھا۔

"میں عاجز آچکی ہوں آپکی اس وہم کی عادت سے۔۔" سائرہ نے کہا تھا۔

"اچھا بیگم رہنے دو اس بات کو ہم نے ہما کی دعوت بھی تو کرنی ہے۔۔۔" وہ بولے تھے۔

"ہاں ابراہیم آجائے تو پھر ہی۔۔۔" سائرہ کچھ سوچتے ہوئے بولی تھیں۔

ایک باپ کے خدشات پر وقت پر سرار انداز میں مسکرایا تھا۔

ملتان کینٹ میں آئیں تو اس وقت عافیہ بیگم اور ابراہیم کے درمیان بحث چل رہی تھی۔

"مجھے زرا بھی بھوک نہیں ہے پھوپھو۔۔۔" ابراہیم نے سامنے بیٹھی عافیہ بیگم سے کہا تھا۔

"نہ میرے بچہ ایسے نہیں کہتے۔ کھالو تمہارے لیے بہتر ہے۔۔۔۔۔"۔انہوں نے کہا تھا۔

"میں کھالوں گا رات میں جب بھوک لگی۔۔۔" ابراہیم نے بے بسی سے کہا تھا۔

"نہیں ابھی میرے سامنے کھاؤ۔۔۔" وہ بضد تھیں۔ کل شام سے اب تک وہ ابراہیم کو نجانے کتنی چیزیں پکا کر کھلا چکی تھیں۔ اب دیسی گھی میں بنا قیمہ بنایا تھا۔ ابراہیم کا پیٹ اوپر تک فل تھا۔

"امی رہنے دیں۔ میں جاگ رہی ہوں۔ ابراہیم بھائی کو بھوک لگی تو میں گرم کر دوں گی۔۔۔" علینہ نے کہا تھا۔

"اچھا لیکن کھلا دینا۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی بلی کو ٹھنسوا دو۔۔۔۔" عافیہ بیگم نے اسے لتاڑا تھا۔

"امی ی ی ی ی۔۔۔۔" علینہ نے ناراض نظروں سے کہا تھا۔

وہ ابراہیم کو کھانے کی تاکید کرتے ہوئے سونے چل دی تھیں۔

"شکریہ میری بہن۔۔۔۔"ابراہیم نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

"اٹس اوکے بہن بھائیوں میں چلتا ہے۔۔۔"علینہ نے کہا تھا۔وہ ڈرائنگ روم میں تھے۔

"آپ کی شادی کی مووی دیکھتے ہیں بھائی آج۔۔۔"علینہ اب لیپ ٹاپ پر جھکی تھی۔

"ہاں ایسے ہی ٹائم گزارنا پڑے گا۔۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

خاور مسلسل بیس دن کی ڈیوٹی کے بعد آج کچھ دیر کے لیے گھر آیا تھا۔اس وقت ملتان میں موسم خنک ہو رہا تھا۔نومبر کا اخیر تھا۔دھیرے دھیرے سرد موسم اپنی جگہ بنا رہا تھا۔

گھر داخل ہونے پر اسکا سامنا گولڈی سے ہوا۔سنہرے پیالے میں دودھ پینے میں مصروف تھی۔

"یہ کہاں سے آ گئی؟"وہ بے اختیار بڑبڑایا تھا۔

گیراج سے اندر آیا تو ابراہیم کا قہقہہ سنائی دیا تھا۔

"ابے گھامڑ ہنس کیوں رہا ہے۔۔۔"اور اس نے پیچھے سے ایک ہلکا سا گھونسا رسید کیا تھا۔

"اوہ مزے بھئی بھائی آیا ہے آج ملنے۔۔۔"ابراہیم نے اسے گلے سے لگایا تھا۔

"مووی دیکھی جا رہی ہے۔۔۔"

خاور نے لیپ ٹاپ کی اسکرین کو دیکھا تھا۔

"ہاں بس بور ہو رہا تھا۔۔۔"ابراہیم کی نظریں اسکرین کی طرف تھیں۔

خاور کی نظریں کمرے میں کچھ ڈھونڈ رہی تھیں۔

صوفے پر اسے ایک نسوانی کلچ نظر آیا تھا۔ یہ گولڈی تو میڈم علینہ کی موجودگی ظاہر کرتی ہے۔

پھر رات کے اس وقت علینہ یہاں کیا کر رہی ہے۔ کیا کوئی اور ساتھ بھی ہے۔ وہ سوچ رہا تھا۔

"فریج میں کھانا رکھا ہوا ہے۔ اوون میں گرم کر لو۔۔۔" ابراہیم نے کہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔" خاور نے بے دلی سے جواب دیا تھا۔

"خیریت ہے؟ میجر صاحب کا پیٹ آج فل کیسے ہو گیا۔۔۔" ابراہیم کی آنکھیں حیرت سے کھل گئی تھیں۔

"بس یار اب ہر وقت کھاتا بھی نہیں رہتا میں۔۔۔" اس کی نظریں بند دروازے کیطرف تھیں۔ جو بھی ہے وہ اسی کمرے میں موجود ہے۔ خاور کا تجسس برقرار تھا۔

"کیا ہوا شہزادے؟ یار کو نہیں بتائے گا کیا؟؟" ابراہیم کو تشویش ہوئی تھی۔

"تھکاوٹ ہے یار۔۔۔" خاکی وردی میں ملبوس اونچے لمبے خاور نے آہ بھری تھی۔

"کا کے شہر دل میں کوئی طوفان تو نہیں آ گیا کہیں؟؟؟" ابراہیم نے شریر نگاہوں سے گھورا تھا۔ گہری آنکھیں خاور پر تھیں۔ گرے ٹی شرٹ کے ساتھ جینز پہنے اس خوبصورت سے وجود کی نگاہوں میں محبت رقص کر رہی تھی۔ ہاں وہی محبت جو کائنات کو محور ہے۔ جسکے دم سے خوشی و غم کا وجود ہے۔

"ہماری پہلی اور آخری محبت کھانا پینا ہے یار۔۔۔" خاور نے ٹالا تھا۔ وہ صوفے پر سر ٹکا کر آنکھیں موندے بیٹھا ہوا تھا۔

New Era Magazine

"اچھا فریش ہو جا۔ میں تجھے کافی پلاتا ہوں۔۔۔"میجر صاحب نے آفر کی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔۔۔"انتظار کی سولی پر لٹکتے ہوئے خاور نے سوچا تھا۔

"ہاں اس روم میں چلے جانا۔دوسرے میں علینہ اور پھوپھو ہیں۔۔۔"ابراہیم نے لیپ ٹاپ آف کرتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھاااااا۔۔۔۔"خاور نے بظاہر سنجیدہ چہرے سے کہا تھا۔دل تو جشن منا رہا تھا۔

"اسے کیا ہوا ہے۔۔۔"کمرے میں ابراہیم کی بڑبڑاہٹ گونجی تھی۔

"اسے بھی تمہاری طرح محبت ہو گئی ہے پیارے۔۔۔"وقت کی سرگوشی بہت خوبصورت تھی۔

کافی پھینٹتے ہوئے ابراہیم کسی اور جہان میں پہنچا ہوا تھا۔کافی بینز کا رنگ کسی کے بالوں سے بالکل ملتا جلتا تھا۔وہ گہری بھوری شریر لٹیں۔

"ویسے اس کے بال کتنے لمبے ہوں گے۔۔۔۔"اس نے دل ہی دل میں خود کلامی کی تھی۔

اتنے لمبے نہیں ہیں۔لیکن اتنے ظالم ضرور ہیں کہ ایک آئرن مین کا دل پہلے ہی وار میں چرا کر لے گئے ہیں۔۔۔"وقت نے فوراً سے جواب دیا تھا۔وقت کی سرگوشی ابراہیم کو سنائی دی تھی۔

"کس بات پر مسکرایا جا رہا ہے۔۔۔"خوشبو میں بھیگے ہوئے خاور نے جاندار لہجے میں سوال کیا تھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔"ابراہیم نے نظر اُٹھا کر دیکھا تھا۔

بلیک کاٹن کی شرٹ کے ساتھ ہم رنگ جینز پہنے وہ بہت خوش لگ رہا تھا۔

"یہ تم کہیں ہینگ آؤٹ کرنے جا رہے ہو یا جنگ لڑ کر ریسٹ کرنے آئے ہو۔۔۔" ابراہیم نے اسے لتاڑا تھا۔ خاور لاپرواطبیعت کا مالک تھا۔ ابراہیم اور طلحہ اکثر اپ ٹو ڈیٹ رہتے تھے۔ تو خاور کو بھی رہنا پڑتا تھا۔ ہاں رات کے اس پہر نک سک سے تیار ہونا اچنبھے کا باعث تھا۔ وہ خاور کی فطرت نہیں تھی۔

"بس دل کیا بور ہو گیا تھا یونیفارم سے۔۔۔" اب وہ فریج کھول کر چیک کر رہا تھا۔ گھڑی تولہ گھڑی ماشہ یہ عاشق ہونے کی پکی نشانی ہے۔۔۔" ابراہیم نے کافی کپس میں نکالی تھی۔

"کہہ کون رہا ہے۔ محبت سے منکر انسان۔۔" خاور اب فروٹ کیک نکال چکا تھا۔

"آہا۔۔" ابراہیم نے ایک ہاتھ سے ڈش پکڑی تھی۔ وہ اب چائے کافی بنا لیتا تھا۔ اس کا بازو تیزی سے ٹھیک ہو رہا تھا۔ اسے ایک مہینے کی مزید چھٹی دے دی گئی تھی۔

"اور سنا بھا بھی ٹھیک ہیں۔۔۔" خاور نے کافی کا سپ لیا تھا۔

ہاں ٹھیک ہے وہ تھوڑی دیر پہلے بات ہوئی ہے۔۔۔" ابراہیم نے اسے دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔ اس سے جو کوئی بھی ہما کے بارے میں پوچھتا تھا وہ ایسے محتاط ہو جاتا تھا۔ حالانکہ ہما کے ساتھ وہ بالکل ٹھیک تھا۔ مگر اس کے دل میں چور تھا۔ جو اسے مجبور کر دیتا تھا۔ طبیعت میں احتیاط کا عنصر پہلے بھی تھا۔ مگر اس شہر محبت کے دربار میں نئی نئی ہونے والی حاضری کے باعث وہ زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔

خاور علینہ سے ملنے کی خواہش لیے ہی چلا گیا تھا۔ کیونکہ اس کے قیام کے دوران مجال ہے جو وہ کمرے سے باہر نکلی ہو۔ حالانکہ اس نے ممکنہ طور پر کافی شور کیا تھا۔ یہ محبت ہم سے کیسے کیسے کام کرواتی ہے۔ ہم ایک محبوب کو دیکھنے کی آس میں سب سوجھ بوجھ کھو دیتے ہیں۔ اور ایسی حرکتیں سرزد ہو جاتی ہیں کہ بعد میں یاد کر کے ہم پچھتاتے ہیں۔ محبت نے خاور جیسے لاابلالی شخص کا بھی تیاپانچہ کرنے کا سوچ لیا تھا۔ خاور کا بس چلتا تو اب زندگی بھر ملتان میں ہی پوسٹنگ کروا کے رکھتا۔

"سر آپ کچھ لیں گے نہیں۔۔۔" ایک کیپٹن نے کھانے کے وقفے کے دوران پوچھا تھا۔

"ہاں وہ بس میں آرہا ہوں۔۔۔" کھوئے ہوئے خاور نے ہڑبڑا کر جواب دیا تھا۔

"میری تو واقعی بھوک پیاس اُڑ گئی ہے۔۔۔" وہ ہلکے سے بڑبڑایا تھا۔

"ابھی تو بہت کچھ اُڑنا باقی ہے نادان دوست!" وقت نے جھٹ سے کہا تھا۔

"کبھی تو میرے درباریوں کو سکھ کا سانس لینے دیا کرو۔۔۔" محبت کرلائی تھی۔

تحریم کے لیے یاور نیازی کا رشتہ آچکا تھا۔ اور سب کو پسند بھی آگیا تھا۔ یاور کے بارے میں ضروری چھان بین کروالی گئی تھی۔ اب بہت جلد ہی رشتہ فائنل ہونے جارہا تھا۔ تنویر علی اور فرازیہ بیگم ہما سمیت ملتان آرہے تھے۔ وہ ابراہیم سے بھی مل لیتے اور تحریم کی رسم میں بھی شرکت ہو جانی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ دعوت بھی نبٹ جانی تھی۔

جنگ کا زور اب کم ہو چکا تھا۔ابراہیم اب صحت مند تھا۔بازو پر ہلکے ہلکے زخم تھے۔تنویر علی کو معمولی چوٹ کا بتایا جا چکا تھا۔کیونکہ ان سے چھپانے پر معاملہ بگڑ سکتا تھا۔

ابراہیم سے ملے کافی عرصہ گزر چکا تھا۔ہما بہت ایکسائٹڈ تھی۔تو وہ دن آن پہنچا تھا جب وہ ابراہیم سے ملنے جا رہی تھی۔

دسمبر لگ چکا تھا۔ملتان میں بھی ٹھنڈ نے ڈیرے جما لیے تھے۔

"شکر ہے خالہ جانی ہم لوگ ملتان پہنچ گئے ہیں۔۔۔"ملتان شہر میں داخل ہوتے ہی ہما کی خوشی دیدنی تھی۔

"ہاں تم تو پہلی بار آئی ہو تو زیادہ خوش ہو رہی ہو۔۔۔۔"فرازیہ بولی تھیں۔

"شاید یہی وجہ ہے۔۔"ہما گلاب ہوتے چہرے کے ساتھ بولی تھی۔

"نہیں اس خوشی کی وجہ وہ گدھا ہے جو شادی کے فوراً بعد ملتان آ کر بیٹھ گیا ہے۔۔۔"

تنویر علی نے جواب دیا تھا۔وہ لوگ بائے روڈ ملتان آئے تھے۔خانپور سے ملتان کا سفر بمشکل دو گھنٹے تھا۔

ہما کا گلاب چہرہ مزید گلاب ہو گیا تھا۔فرازیہ بیگم نے دل ہی دل میں کئی بلائیں لے ڈالی تھیں۔ہما کی خوشی دیکھ کر وہ خدشات میں پڑ جاتی تھیں۔

"پاپا آپ لوگ کہاں پر ہیں۔۔۔۔"ابراہیم نے فون کا جواب نا پا کر ٹیکسٹ کیا تھا۔

"لو دیکھو اس کا نام لیا اور میسج حاضر ہو گیا۔۔۔"تنویر علی نے میسج پڑھتے ہوئے ہما سے کہا تھا۔

انہوں نے کال ملائی تھی۔

New Era Magazine

"تم کہاں ہو برخوردار۔۔۔" انہوں نے سلام دعا کے بعد پوچھا تھا۔

"میں بس آپ لوگوں کا ویٹ کر رہا ہوں۔ادھر کینٹ میں ہوں۔۔۔" ابراہیم نے جواب دیا تھا۔

"اچھا ہم لوگ آجاتے ہیں۔۔۔۔" انہوں نے فون رکھ دیا تھا۔ڈرائیور اب کینٹ کی جانب گاڑی موڑ چکا تھا۔

"چلو آج خوب کان کھینچنا شوہر نامدار کے۔۔۔" تنویر علی آج ہما کو خوب تنگ کر رہے تھے۔

ہما نے اثبات سر ہلایا تھا۔

ابراہیم دل کو سمجھا چکا تھا کہ وہ ہما سے نارمل ہی بی ہیو کرے گا۔جیسا کہ وہ اب تک کرتا آیا تھا۔ مگر دل میں ایک گلٹ تھا۔جو نہیں جاتا تھا۔شدانہ سے محبت ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔وقت نے اسے کس دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا۔وہ دل کے ہاتھوں پریشان تھا وہاں دماغ کی ملامت اسے چین سے نا جینے دے رہی تھی۔

تو میجر ابراہیم اپنی زندگی کے انتہائی کٹھن دور میں داخل ہو چکا تھا۔

"ویلکم۔۔۔۔" گاڑی جیسے ہی ڈرائیوے پر رکی۔ابراہیم دراوزہ کھول کر باہر آیا تھا۔

ماما پاپا سے مل کر اس نے ہما سے ہاتھ ملایا تھا۔

وہ لوگ جیسے ہی اندر داخل ہوئے جھٹ سے پنکھا چلا دیا گیا اور پورے کمرے میں پھول پھیل گئے۔

"ویلکم بھابھی۔۔۔" طلحہ اور خاور صوفے کے پیچھے سے برآمد ہوئے تھے۔

ایک کے ہاتھ میں چاکلیٹ کا پیکٹ تھااور دوسرے کے ہاتھ میں ہما کی پسندیدہ کافی کا پیکٹ۔

"شکریہ۔۔۔"ہمابہت خوش ہوئی تھی۔

"آپ لوگ فریش ہو جائیں تو پھر کھانا لگاتے ہیں۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔ تنویر علی اور فرازیہ بیگم سامنے روم میں چلے گئے۔ ابراہیم ہما کو اپنے بیڈروم میں لے آیا۔ جہاں پہلے وہ اور خاور رہتے تھے۔

"کیسی ہو؟"ابراہیم نے ہما کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"اب ٹھیک ہوں۔۔۔"ہمانے جھکی پلکوں سے جواب دیا تھا۔

"تم بال براؤن کلر میں ڈائی کیوں نہیں کرواتی ہو؟؟"ابراہیم نے اس کی دو لٹیں انگلیوں میں پکڑلی تھیں۔ ہما تو جیسے نہال ہو گئی تھی۔

"کروالوں گی۔۔۔"ہمانے خوش کن لہجے میں کہا تھا۔

ابراہیم کی بھول تھی کہ وہ ہما کو اس پہاڑی لڑکی کے رنگ میں رنگ لے گا تو اسے چین آجائے گا۔ مگر یہ محبت تو ظاہری روپ ورنگت سے دور کا معاملہ ہے۔

"مجھے افسوس ہے تم پر پیاری لڑکی۔۔۔"محبت بڑبڑائی تھی۔

"اب مزہ آئے گا۔۔۔"وقت کی سرگوشی دل چیرنے والی تھی۔

گلاب رت میں حسین چہرو ہمیں بتاؤ اداس کیوں ہو

دلوں پہ بیتی ساری کہانیاں سب سناؤ اداس کیوں ہو
جو رنجشیں دل میں پل رہی ہیں منافقت میں جو ڈھل رہی ہیں
بھلا کے شکوے، مٹا کے دوری گلے لگاؤ اداس کیوں ہو

یاور نے شندانہ کو ایک نکتے کو مسلسل گھورتا دیکھ کر یہ شعر پڑھے تھے۔

"نظم بہت اچھی ہے بھائی۔۔۔"شندانہ ہڑبڑا کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی۔

"کیا مسئلہ درپیش ہے ہماری پرنسز کو۔۔۔"یاور نے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں بس بھائی مجھے کچھ عرصے سے مسلسل خواب آتے ہیں۔بس ایک شخص ہوتا ہے۔ اس کی شکل واضح نظر نہیں آتی ہے۔کبھی وہ اداس نظر آتا ہے۔کبھی پریشان نظر آتا ہے۔کبھی ایسا لگتا ہے اسے کوئی زخم لگا ہے۔۔۔۔"شندانہ نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"ہاہاہاہاہاہا۔۔۔یاور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

یہ جو تم اور روزی ڈرامے دیکھتی ہو اسی کا اثر ہے اور کچھ نہیں۔۔۔۔"یاور نے کہا تھا۔

"آپکو مزاق سوجھ رہا ہے۔۔۔"شندانہ اب سرخ چہرے کے ساتھ غصے میں تھی۔ سفید کاٹن کے سیلف پرنٹ والے جوڑے پر فیروزی شال اوڑھے وہ دلکش دھوپ کا سایہ معلوم ہو رہی تھی۔

"کھودا پہاڑ نکلا چوہا وہ بھی مرا ہوا۔۔۔"یاور مسلسل ہنس رہا تھا۔

New Era Magazine

"حد ہوگئی آپ کبھی مجھے سیریس مت لینا۔۔۔"شندانہ سرخ ناک کے ساتھ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"جنگلی بلی۔۔۔"یاور نے کہااور دوڑ لگادی۔

اب شندانہ پیچھے پیچھے یاور آگے آگے۔

روزی نے دور سے بڑے بوجھل دل کے ساتھ یہ منظر دیکھا تھا۔وہ آج ریاض سے بات کرے گی۔اس نے دل ہی دل میں سوچا تھا۔

"میں تمہیں دلاسہ دینے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی میری پیاری!"شہر محبت میں نارسائی نے بڑبڑا کر کہا تھا۔

یاور کی اتنی دیر میں کال آگئی۔کال طلحہ کی تھی۔

"اسلام علیکم۔۔۔"پھولے سانس کے ساتھ یاور نے سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام!خیریت تو ہے۔کہیں جنگل میں تو نہیں نکل آئے۔۔۔۔"طلحہ نے پوچھا تھا۔

"نہیں جنگلی بلی پیچھے لگ گئی ہے۔۔۔"یاور نے ہنس کر کہا۔

"شندانہ کی بات کر رہے ہو۔۔۔۔"طلحہ نے مسکرا کر کہا تھا۔ماما پاپا اور ہما کو پھوپھو کے گھر چھوڑ کر واپس آتے ہوئے ابراہیم نے طلحہ کی منہ سے اس دشمن جان کا تذکرہ سنا تو قدم خودبخود رک گئے۔

"ہاں اور کون ہو سکتا ہے۔۔۔"یاور نے کہا تھا۔ہنستے ہنستے طلحہ سے اسپیکر آن ہو گیا تھا۔اب گھر میں موجود ابراہیم بھی آواز سن سکتا تھا۔

"یہ آپ بتا کس کو رہے ہیں۔اور وہ بھی جھوٹ۔۔۔" یاور کو ڈھونڈتی شندانہ نے اسے درخت کے پیچھے جا لیا تھا۔

"ہائے بلی کیسی ہو؟" طلحہ نے پوچھا تھا۔

"کیسی ہو سکتی ہوں۔یاور بھائی میرے خوابوں کا مزاق اُڑا رہے ہیں۔۔۔" ہاتھ میں لکڑی کا بڑا سا ٹکڑا پکڑے شندانہ نے کہا تھا۔

"ہاہاہا پہلے اسے ٹھیک سے اُٹھا تو لو پھر دھمکانہ مجھے۔۔۔" یاور نے چھت پھاڑ قہقہہ لگا یا تھا۔

"آپ پہلے مجھ سے نبٹ لیں بعد میں فون کر یے گا۔۔۔" شندانہ ناک سکوڑتی ہوئی بولی تھی۔دروازے کے پیچھے کھڑے ابراہیم کو لگا کہ اس کا دل اب نکل کر ہاتھ میں آ جائے گا۔

"میں آپکو ساری کہانی بعد میں سناؤں گی ابھی تو مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔" شندانہ نے کہا تھا۔

دوسری جانب بھی اسپیکر آن تھا۔

"ہاہاہا ڈر گئی یاور سے۔۔۔۔" طلحہ نے کہا تھا۔

"نہیں ں ں ں۔۔۔" پھر کھلکھلا کر ہنس دی۔

اور ابراہیم نے سوچا کہ اتنی پیاری ہنسی بھی کسی کی ہو سکتی ہے کیا۔یک دم فضا میں پھول برسے تھے۔اور ہوائیں گنگنانے لگی تھیں۔وہ اندر چلا آیا۔

طلحہ نے اسے آتے دیکھ کر اسپیکر آف کر دیا تھا۔

"اچھا میں اب جا رہا ہوں ڈیوٹی پر۔فری ہو کر بات کریں گے۔۔۔۔"

"اللہ حافظ۔۔۔۔"

New Era Magazine

دوسری طرف سے بھی فون بند کر دیا گیا تھا۔

"کیوں مسکرایا جارہا ہے۔۔۔۔"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"بس وہ میری کزن ہے شرارتی سی بھائی سے لڑ رہی تھی۔۔۔"طلحہ نے کہا اور چھت پھاڑ قہقہہ لگایا تھا۔ابراہیم بھی مسکرادیا تھا۔اور محبت بھی مسکرادی۔

"ہنس لو!ہنس لو!ابھی امتحان اور بھی ہیں۔۔۔"شہر محبت میں کسی کی مجال ہے جو وہ وقت کو پچھاڑ سکے۔

ویک اینڈ تھا۔نیازی منزل میں خوب چہل پہل تھی۔کیونکہ تحریم لوگوں کی طرف سے مثبت عندیہ دیا گیا تھا۔سردی یہاں عروج پر تھی۔ہر طرف برف باری تھی۔نظام زندگی جمود میں تھا۔گھر کے اندر حرارت تھی۔

"مجھے بھی لیکر جائیں آپ لوگ۔۔۔"شندانہ نے ضد کی تھی۔

"نہیں بس بڑے جائیں گے۔۔۔"گل مکئی گویا ہوئیں۔

"آخر کیوں؟؟"وہ بضد تھی۔

گل مکئی نے اپنی نازک مزاج بیٹی کو دیکھا اور مسکرادیں۔انہیں لگتا تھا کہ شندانہ ابھی بڑی ہی نہیں ہوئی ہے۔بالکل پانچ سال کی بچی ہے۔اس کی اکثر حرکتیں جو ایسی ہوتی تھیں۔

New Era Magazine

"میرے بھائی کی رسم ہونی ہے۔میں کیوں نہ جاؤں۔اس دن بھی میں کالج گئی ہوئی تھی رزلٹ لینے جب وہ لوگ آئے تھے۔۔۔"شندانہ کو بہت قلق تھا۔پچھلے ہفتے تحریم کے گھر سے آئے مہمانوں سے وہ مل نہیں سکی تھی۔

"اب ساری زندگی ملتی رہنا۔ہم نے بس ایک ماہ بعد شادی کی تاریخ رکھنی ہے۔۔۔"انہوں نے اس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرا تھا۔

"اس کا بدلہ سب کو دینا پڑا تھا۔۔۔"شندانہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔اور ڈرائی فروٹ کی پلیٹ اُٹھالی۔

گل مکئی مسکراتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئیں۔"غصے میں بھی کھانا نہیں چھوڑتی یہ۔دوسری گل ہے۔۔۔"انہوں نے خود کلامی کی تھی۔

"علینہ میں تمہیں بتا نہیں سکتی کہ میں کتنی خوش ہوں۔۔۔۔"تحریم نے پچھلے صحن میں گھومتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں مجھے پتا ہے۔اس کے لیے تمہیں گھومنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"علینہ نے گولڈی کو سہلاتے ہوئے کہا تھا۔

"کیسی دوست ہو تمہیں کوئی ایکسائٹمنٹ ہی نہیں ہے۔۔۔"تحریم نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔

"اللہ اللہ پہلے شادی کی ڈیٹ تو فکس ہو۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں کی ہر شاپنگ پر۔۔۔" علینہ نے کہا تھا۔

"اچھی طرح جانتی ہوں۔۔۔" تحریم نے ناک پر سے مکھی اُڑائی تھی۔

علینہ بدستور اپنی بلی کی ناز برادریوں میں مصروف تھی۔

ملتان میں موسم ٹھنڈا تھا۔ لیکن سوات کے مقابلے میں اس کو نارمل ہی کہا جائے تو ٹھیک ہو گا۔ ویک اینڈ آن پہنچا تھا۔ یاور اور شندانہ کے علاوہ سارے گھر والے خاندان کے چند بزرگوں کے ساتھ مٹھائی اور فروٹ کے ساتھ پہنچ چکے تھے۔

آج تو علینہ بھی کچن میں کام کروا رہی تھی۔

"آج پتا چلا ہے کہ سلاد کھانا جتنا آسان ہے بنانا اتنا مشکل۔۔۔" علینہ بی بی نے چھری چلاتے ہوئے کہا تھا۔

"شکر ہے ہماری علینہ کو یہ پتا تو چلا۔۔۔" بھابھی بولی تھیں۔

"شکر ہے دیر سے پتا چلا۔۔۔" علینہ نے بھیگی آنکھوں سے کہا تھا۔

"اچھا رکھ دو میں کر لوں گی۔۔۔" بڑی بھابھی بولی تھیں۔

"نہیں آج میں یہ کر کے رہوں گی۔ تحریم کے شکوے ہی ختم نہیں ہوتے ہیں۔۔۔" علینہ نے اب چھری تیز چلانا شروع کر دی تھی۔

"تحریم میک اپ بالکل نیچرل ہو۔۔۔" عافیہ بیگم نے اسے کہا تھا۔

"جی امی۔۔۔" اس نے خوشی سے کہا تھا۔

"ہما تم دیکھ لینا اسے۔۔۔" انہوں نے بیڈ پر بیٹھی ہما سے کہا تھا۔

"جی آنٹی آپ بے فکر رہیں۔۔۔" ہما نے انہیں تسلی کروائی تھی۔

"بی بنو کیا حال ہیں؟" ہما نے تحریم کو چھیڑا تھا۔

"اچھے حال ہیں۔ آپ سنائیں آپکے کیا حال ہیں۔ تین دن سے ملتان ہیں۔۔۔" تحریم نے جوابی کاروائی شروع کردی تھی۔

"بہت اچھے۔۔۔" ہما نے گلاب ہوتے چہرے کے ساتھ جواب دیا تھا۔ کاپر کلر کے کام والے جوڑے میں وہ بہت کھلی کھلی لگ رہی تھی۔ کل ہی پارلر سے بال ڈائی کروائے تھے۔ وہ بہت جچ رہے تھے۔

"ہائے اب تو فرمائش پر بال بھی ڈائی کروالیے ہیں آپ نے واہ بھئی تابعداری ہو تو ایسی ہو۔۔۔" تحریم نے ہما کا بغور جائزہ لینے کے بعد کہا تھا۔

"ہاں تو کیا نہیں کرنی چاہیے۔۔۔" ہما اب اعتماد سے بولی تھی۔ تحریم کھکھلا کر ہنس دی۔

ابراہیم کے دل کا موسم بہت شاندار تھا۔ جب سے اس بھورے بالوں والی حسینہ کی آواز سنی تھی۔ دل میں جیسے بجلیاں سی بھر گئی تھیں۔ سب اسے ہما کی آمد سے جوڑ رہے تھے۔ مگر درپردہ بات اور تھی۔ ہما کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ ابراہیم اتنا مہربان ہو سکتا ہے۔ وہ پگلی یہ نہیں

New Era Magazine

جانتی تھی کہ اسے دیکھ کرابرہیم کی نظروں میں کوئی اور چہرہ آسماتا ہے۔اور وہ خود پر قابو نہیں رکھ پاتا۔محبت اسے اندھا کر چکی تھی۔وہ ایک فریب تھا جو ابراہیم اسے نادانستہ طور پر دے رہا تھا۔کیونکہ اس کے بس میں کچھ نہیں تھا۔

"ہمارا یار گوڈے گوڈے بھابھی کے عشق میں ڈوب چکا ہے۔۔۔"طلحہ نے آفس میں ابراہیم کو بلاوجہ مسکراتے دیکھ کر کہا تھا۔

"توکیا بیوی سے محبت کرنا جرم ہے۔جب اس سے بات نہیں کرتا تھا تو بھی تم لوگوں کو تکلیف تھی۔اب بھی ہے۔۔۔۔"ابراہیم نے اس بیچارے کے خوب لتے لیے۔

"آہو یہاں تو تُو رہی وکھری ہے۔۔۔"طلحہ بھی کونسا کسی سے کم تھا۔

"بیٹا آپکا وقت بھی جلد آئے گا۔۔۔"ابراہیم نے اسے دھمکایا تھا۔

"ہاں نہ آئے تو۔۔۔۔"طلحہ نے کہا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے۔۔۔"دروازہ کھولتے ہوئے خاور اندر آیا تھا۔

"کچھ خاص نہیں۔۔۔۔"جواب ابراہیم کی طرف سے آیا تھا۔

"یار پتا ہے اپنے شہزادے کی بھوک پیاس اُڑ گئی ہے۔۔۔۔"طلحہ نے بتایا تھا۔

"یہ معجزہ کیسے ہو گیا۔۔۔"ابراہیم نے چونک کر دیکھا تھا۔

"بس اب یہ چھپن چھپائی ختم کر۔شرافت سے بتا یار۔۔۔"طلحہ نے تفتیشی آفسر کی طرح پوچھا تھا۔

"ہاں بھئی کیا معاملہ ہے؟؟"ابراہیم نے گھور کر دیکھا تھا۔

New Era Magazine

"ابھی کچھ نہیں ہے۔جب ہو گا سب سے پہلے بتاؤں گا۔۔۔" خاور نے نظریں جھکا کر کہا تھا۔

"شرمیلی محبوبہ مت بن بتاب۔۔۔" ابراہیم نے چھڑی گھما کر کہا تھا۔

"ابھی یک طرفہ معاملہ ہے یار بس ایک دو بار سرسری ملاقات ہوئی ہے۔۔۔" خاور آخر پھٹ پڑا۔ تقریباً دو ماہ سے چھپاتے چھپاتے وہ تھک چکا تھا۔

"اچھا ہم سے غداری ہم سے چھپائے رکھا۔۔۔" ابراہیم اور خاور اس پر پل پڑے تھے۔ اچھی خاصی دھلائی کے بعد کہیں جا کر اسے چھوڑا تھا۔

"رات کو خاور سے ٹریٹ لی تو پھر کہیں جا کر دونوں شانت ہوئے تھے۔۔۔" اور خاور کی دھلائی میں وہ لڑکی کا نام و پتہ تو پوچھنا بھول چکے تھے۔ یہ بھی بہتر ہی تھا۔

یہاں سے فارغ ہو کر ابراہیم ہما کو لینے پھوپھو کے گھر پہنچا تو وہاں رات کے کھانے کے بعد چائے کا دور چل رہا تھا۔ ہما کا گلاب چہرہ مزید گلاب ہو چکا تھا۔

"السلام و علیکم!" ابراہیم نے ڈرائنگ روم میں سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام!" سب نے مشترکہ جواب دیا تھا۔

"میجر صاحب آپ درست وقت پر آئیں ہیں آج۔۔"

"جی فوج نے پابند کر دیا ہے۔۔۔" ابراہیم نے ذو معنی لہجے میں یاسر بھائی کی بات کا جواب دیا تھا۔

"ابراہیم ان سے ملو یہ ہماری تحریم کے سسرال والے ہیں۔۔۔" عافیہ بیگم نے تعارف کروایا تھا۔ابراہیم مسکرایا تھا۔

"یہ ہمارا لاڈلا بھتیجا ہے۔اس کی ابھی دو ماہ پہلے ہی شادی ہوئی ہے۔ہما کا شوہر ہے۔۔" عافیہ بیگم نے لہجے میں محبت سمو کر کہا تھا۔

"ماشاءاللہ! چاند سورج کی جوڑی ہے۔اللہ جلد ہی صاحب اولاد کرے انہیں۔آمین" بڑی اماں نے دعا دی تھی۔

"ثم آمین۔۔۔" سب نے مشترکہ کہا تھا۔پھر تحریم کو رسم کے لیے لایا گیا۔

اسے بڑی اماں نے سرخ دوپٹا اوڑھایا۔پیچ کلر کے شیشے والے جوڑے میں لائٹ میک اپ کے ساتھ تحریم کی اُٹھان دیکھنے لائق تھی۔

سب سے پہلے بڑی اماں نے مٹھائی کھلائی اور رسم کے پیسے اس کی جھولی میں رکھے۔پھولوں کے زیور میں تحریم چمک رہی تھی۔

پھر سب نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا دیئے تھے۔

"اففف! دولہن بننا کتنا مشکل کام ہے۔۔۔" علینہ نے ہما کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

"ہاں ہے تو لیکن بہت مزہ آتا ہے۔جب ہونے والا جیون ساتھی من پسند ہو۔۔" ہما نے جواباً سرگوشی کی تھی۔

"اچھا۔۔۔" علینہ اتنا ہی کہہ سکی تھی۔

"پتا نہیں کون ہوگا میرے والا۔۔۔" علینہ دل ہی دل میں بڑبڑائی تھی۔

New Era Magazine

"ہے ایک شہزادہ۔۔۔"محبت نے ہولے سے کہا تھا۔

"تم باز نہیں آتی ہو۔۔"وقت نے اسے گھورا تھا۔

دسمبر کا دوسرا ہفتہ تھا۔سردی اب کچھ بڑھ گئی تھی۔

"ہما تم ایک اچھی بیوی ثابت ہوئی ہو۔۔۔"ابراہیم نے شام کی چائے پر ہما کی تعریف کی تھی۔

"واقعی؟؟"ہما نے پوچھا تھا۔گھیرے دار ٹی پنک شلوار کے ساتھ گرے گھٹنوں تک آتی قمیض اور تین گز کا دوپٹہ سلیقے سے اوڑھے ہما نے پوچھا تھا۔ابراہیم اسے کل ہی بہت سارے ایسے جوڑے دلوا کر آیا تھا۔

"ہاں سچ تم میری عادتیں خراب کر رہی ہو۔اتنے سالوں کی ٹف روٹین میں اب بدلاؤ آ رہا ہے۔۔۔"ابراہیم تعریف بلا جھجک کرتا تھا۔وہ سفاکی کی حد تک صاف گو تھا۔محبت میں بھی اور نفرت میں بھی۔

"آپ بھی بہت اچھے ہیں۔میں آپکو آئرن مین سمجھتی تھی۔جذبات سے عاری۔مگر آپ تو بہت اچھے اور کیئرنگ ہیں۔۔۔"ہما نے چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا تھا۔

"اوہو بھابھی کچھ دیوروں پر بھی رحم کر لیں۔۔۔"ساتھ والی بالکونی سے جھانکتے ہوئے خاور اور طلحہ بولے تھے۔

"تم دونوں کو شرم آنی چاہیے۔۔۔"

"کس بات کی شرم۔۔۔" طلحہ نے جھٹ سے کہا تھا۔

"یہی دوسروں کے گھر جھانکنے کی۔۔۔" ابراہیم نے پکوڑا منہ میں ڈالتے ہوئے کہا تھا۔

"اففف تم دوسرے کب سے ہو گئے۔اور ویسے بھی جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم۔۔۔"

خاور نے کہا تھا۔

"آجائیں آپ دونوں بھی۔۔۔" ہما نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔دونوں چند لمحوں میں پہنچ گئے تھے۔جب سے ہما ملتان آئی تھی۔دونوں شرافت سے ساتھ والے گھر میں شفٹ ہو گئے تھے۔خاور تو ایک ہفتہ روز رات کو رو کر سوتا تھا۔اسے ابراہیم سے لڑے بغیر نیند نہیں آتی تھی۔پھر طلحہ اور ابراہیم نے مزاق اُڑایا تو وہ سیٹ ہوا۔رات تو پلک جھپکتے گزر جاتی تھی۔دن میں دونوں ابراہیم کی موجودگی میں بہانے بہانے سے چلے جاتے تھے۔ہما دونوں کی سگی والی بہن بن چکی تھی۔وہ بھی بہت انجوائے کرتی تھی۔دن اچھے گزر رہے تھے۔

۔۔۔۔۔۔

ایک دن مظاہر آفندی اور سائرہ چلے آئے۔بیٹی کو خوش دیکھ کر ان کے سارے خدشات دور ہو گئے تھے۔

"ہم نے کہا ہماری بیٹی کو تو کچھ یاد نہیں۔ہم ہی جا کر یاد دلا دیں۔۔۔۔" مظاہر آفندی بولے تھے۔

"نہیں پاپاایسی کوئی بات نہیں ہے۔بس مصروفیت اتنی رہتی ہے۔جب سے ملتان آئی ہوں روزرات میں کہیں نہ کہیں انوائٹڈ ہوتے ہیں۔دن میں میں پھوپھو کے ہاں چلی جاتی ہوں اکثر تحریم کی شادی کے سلسلے میں۔خاور اور طلحہ بھائی بھی آتے رہتے ہیں۔۔۔"ہماپر جوشی سے اپنی روٹین بتارہی تھی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔"سائرہ نے بیٹی کو خوش دیکھ کر بلائیں لی تھیں۔

"ابراہیم کب تک آئے گا۔۔۔"انہوں نے پوچھا تھا۔

"بس کچھ دیر تک آجائیں گے وہ۔آپ لوگ فریش ہو جائیں میں کھانا لگاتی ہوں۔۔۔"ہمانے گرم جوشی سے کہا تھا۔

ارے نہیں ہم لوگ ٹھیک ہیں۔ایک گھنٹے کی تو فلائٹ ہے۔لاہور سے ملتان۔یوں بیٹھے اور پہنچ گئے۔۔۔۔"انہوں نے چٹکی بجائی تھی۔

"اچھارہیں گے ناآپ لوگ۔۔۔"ہمانے بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں لیکن ایک دن۔۔۔۔"مظاہر آفندی بولے تھے۔

"اٹس ناٹ فیئر پاپا۔۔۔"ہمانے ناک سکوڑی تھی۔

"میں دوبئی جارہاہوں۔ہم نے بزنس کمبائن کر دیا ہے۔میں اب سلیپنگ پارٹنر ہوں گا۔تھک گیاہوں۔پاکستان میں سکون سے زندگی کے آخری دن گزارناچاہتاہوں۔۔۔۔"وہ تفصیلاً بولے تھے۔

"ایسے تو نہ کہیں مظہر۔۔۔"سائرہ جھٹ سے بولی تھیں۔ہما کا موڈ بھی آف ہو گیا تھا۔

لاہور میں اس بار جم کے سردی پڑ رہی تھی۔ شدید دھندوں نے لاہوریوں کو مزہ چکھا دیا تھا۔ ذرا سا مطلع صاف ہوتا۔ پھر سے بادل آجاتے تھے۔ موسم کی یہ آنکھ مچولی بہت ہی لطف تو دے ہی رہی تھی، لیکن سفر کرنے میں مسئلہ درپیش تھا۔

سمین آپا کے ساس سسر واپس آچکے تھے۔ گھر میں پھر سے رونق تھی۔ کاشان کا چونکہ سمیسٹر بریک تھا۔اس نے ایک ماہ اور بھی قیام کرنا تھا۔ منیزہ کے فائنل چل رہے تھے۔

"ماشاءاللہ یہ خوشیوں کا سال ہے۔ایک کے بعد دوسری شادی۔۔۔" سمین بہت خوش تھیں۔

"تحریم خالہ کی شادی پر بہت مزہ آنے والا ہے۔انکا سسرال توسوات میں ہے۔ ہر سال میری چھٹیاں تو وہاں گزریں گی اب۔۔۔" کارپٹ پر پاؤں پسارتے ہوئے کاشان نے اپنے خیالات سے آگاہ کیا تھا۔

"چل ہٹ شریر بیٹیوں کے سسرال میں نہیں جایا کرتے۔۔۔" سمین بولی تھیں۔

"اور کیا بہو ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔۔۔" رضیہ بیگم نے پوتے کے کان کھینچے۔

"دادو آپ کی پارٹی ہر وقت بدل جاتی ہے۔۔۔" کاشان نے منہ بنایا تھا۔

"خبردار جو تمہارا ہاتھ اب آگے آیا۔آج پلاؤ نہیں ملے گا۔۔۔" سمین نے بیٹے کو ڈپٹا۔ جس کا ہاتھ بار بار مٹروں کی ٹوکری کی طرف تھا۔

New Era Magazine

"چل بھئی کاشان نکل لے یہاں سے۔ تیرا کوئی کام نہیں ہے ادھر۔۔۔" وہ منہ بناتا ہوا کچن میں چلا گیا۔

"عون کہہ رہے تھے اس بار کچھ سکون ہے۔ شکر ہے ملتان کافی بڑا شہر ہے۔ ورنہ ہماری بیگم پھر سے بازاروں کو پیاری ہو جاتیں۔۔۔" سمین نے ہنستے ہوئے اپنی ساس کو بتایا تھا۔

"بہت مخولیا ہے میرا بیٹا۔۔۔" وہ مسکرادی تھیں۔

"ایک ہفتہ کراچی رہ کر شاپنگ کر آئے ہیں وہ۔ لاہور آنے کا ارادہ تو ہے۔ دیکھیں کب آتے ہیں۔۔۔" سمین بولی تھیں۔

"تم بھی سب کی شاپنگ مکمل کر لو۔۔۔" انہوں نے کہا تھا۔

"ابراہیم کی شادی پر ڈبل جوڑے بنائے تھے۔ بعد میں رسموں تک کے اور دعوتوں کے بھی۔ لیکن جنگ نے سب کچھ تلپٹ کر دیا۔ کافی جوڑے بچ گئے ہیں۔ کچھ کمی بیشی ہو گی تو دیکھ لوں گی۔ اس بار تحریم کی شادی ریلیکس ہو کر اٹینڈ کروں گی۔ پہلے تو تھکاوٹ ہو جاتی بہت زیادہ۔۔۔۔" انہوں نے تفصیل سے بتایا تھا۔

"ہاں پر تم فون پر پوچھ لینا کہ کسی قسم کی مدد کی ضرورت تو نہیں۔۔۔۔" انہوں نے تاکید کی تھی۔

"ہاں وہ میں ایک دو بار کر چکی ہوں۔ ماشاءاللہ سے بھابھیاں ہیں۔ تحریم کی پسند بہت اچھی ہے۔ اوپر سے ہماری ہما بھی اب ملتان ہے۔ تو کوئی خاص مشکل پیش نہیں آنی ہے۔۔۔"

"ہما بہت پیاری بچی ہے۔میں تو اس بار ملتان شادی پر خاص کر ہما اور ابراہیم کی جوڑی کو دیکھنے جا رہی ہوں۔۔۔"رضیہ خاتون بولی تھیں۔

"ہاں وہ تو ہے۔میری روز بات ہوتی ہے۔بس اللہ میرے بھائی کی گود بھرے۔تاکہ ماموں ممانی کی خواہش پوری ہو۔۔۔۔"سمین آپا کے لہجے میں محبت بول رہی تھی۔

جو لوگ ہر دل عزیز ہوتے ہیں۔انہیں مشکلات بھی بہت اُٹھانی پڑتی ہیں۔ابراہیم تو وقت کے چکر میں تھا۔ہما کی خوشیوں کی رت ابھی باقی تھی۔

"تمہیں راس آجاؤں میں۔۔۔"محبت نے ہما کی چوکھٹ پر دستک دی تھی۔

نوشیرواں پہلے ہی کم گو تھا۔اب تو اور زیادہ ہو گیا تھا۔آج میری کی فلائٹ تھی۔ہما کی شادی کے بعد وہ سب کچھ سمیٹ کر لندن آرہی تھی۔روز ہی وہ ہما اور ابراہیم کی سیلفیاں یا تصویریں لگاتی تھی۔اور روز ہی نوشیرواں ہما کو دیکھنے کی خاطر کرب سے گزرتا تھا۔وہ جانتا تھا۔کہ اس سارے قصے میں قصور صرف اس کے پاگل دل کا ہے۔ہما جب اس سے ملی وہ پہلے سے منگنی شدہ تھی۔میری نوشیرواں کے دلی جذبات سے ناواقف تھی۔وہ میری کے اپنے لیے جذبات جانتا تھا۔ہما کی شادی کے بعد اس نے اسے مبارک باد تک کا فون تو درکنار میسج بھی نہیں کیا تھا۔اور ہما اتنا مصروف ہو گئی تھی کہ اسے ایک مخلص دوست یاد ہی نہیں تھا۔اس دوران وہ مشین بن گیا تھا۔اس کا کیفے اب سیٹل ہو چکا تھا۔قرض تقریباً اتر چکا تھا۔اب تو منافع ہونے لگا تھا۔

بدلا تو کچھ بھی نہیں تھا۔بس ایک خاموش لڑکے کی آنکھوں میں رقص کرتی ہوئی زندگی مر چکی تھی۔

"مجھے افسوس ہے میں اتنا بے رحم ثابت ہوا۔میں بھی تو تقدیر کا محتاج ہوں۔۔۔"وقت نے افسوس کیا تھا۔

میری خود ہی آچکی تھی۔وہ اسے لینے جانا بھول چکا تھا۔

نوشیرواں؟؟؟وہ سیڑھیوں سے نیچے آگئی تھی۔نوشیرواں نے بیسمنٹ سیٹ کرلی تھی۔وہ اب یہیں مستقل طور پر رہائش پذیر تھا۔

نوشیرواں نے آنسو پونچھے۔اور جھٹ سے باتھ روم داخل ہو گیا تھا۔

میری اب پہنچ چکی تھی۔

"یہ زرا بھی نہیں بدلا۔آج بھی ویسا ہی بھلکڑ ہے۔۔۔"اس کی زور سے کی گئی خود کلامی نوشیرواں نے سنی تھی۔اتنی ٹھنڈ میں بھی اس کے اندر باہر الاؤ جل رہا تھا۔وہ پانچ منٹ بعد بڑی مشکل سے واپس آیا تھا۔میری سداسونے کی شوقین اس کے بستر پر فلائٹ سے تھکی ہاری جوتوں سمیت بے ہوش تھی۔وہ اوپر چلا آیا۔اس کے کیفے کے کھلنے کا وقت ہو چکا تھا۔

"تم انتہائی روڈ انسان ہو۔۔۔"رات کو سڑک پر واک کرتے ہوئے میری نے اسے کہا تھا۔

"جی نہیں تم غلط ہو یار۔۔۔۔"نوشیرواں نے جھٹ سے جواب دیا تھا۔

"اچھا میں آج کچھ بتانا چاہتی ہوں تمہیں۔۔۔"میری نے گہری آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔وہ دونوں ڈبل کوٹ میں ملبوس تھے۔ابھی آدھا گھنٹہ پہلے ہی برف باری رکی تھی۔نوشیر واں کلوزنگ کا بورڈ لگا کر اسے باہر لے آیا تھا۔

"ہاں بولو میں سن رہا ہوں۔۔۔۔۔۔"وہ ہمہ تن گوش ہوا تھا۔

"نوشیر واں! میں تم سے محبت کرتی ہوں۔اور تمہارے لیے اپنا مذہب تک چھوڑنے کو تیار ہوں۔کیا تم مجھ سے شادی کروگے۔۔۔"وہ اب سڑک کے بیچ گھٹنوں پر بیٹھی اسے کہہ رہی تھی۔

"میری اتنی جلدی کیا ہے۔تم میری کزن ہو۔ایک اچھی دوست ہو۔میں نے یہ سب تمہارے لیے کبھی نہیں سوچا۔مذہب کا معاملہ بہت اوپر ہے۔وہ تم صرف اپنے لیے کرو میرے لیے مت کرو۔۔۔"نوشیر واں عادت کے بر خلاف زیادہ بولا تھا۔

"بس تم یہ انگوٹھی قبول کرلو۔جب تم گھر بنالوگے ہم شادی کرلیں گے۔۔۔۔"میری کے لہجے میں محبت بول رہی تھی۔براؤن آنکھیں عشق کی دھن کے ساتھ محورقصاں تھیں۔
نوشیر واں نے اسے غور سے دیکھا۔اس کے اندر ہمت نہیں تھی کہ وہ میری کو انکار کرتا۔ کیونکہ وہ دل ٹوٹنے کا غم سہہ رہا تھا۔اور یک طرفہ خاموش محبت کتنی اذیت دیتی ہے۔یہ اس سے بہتر کون جانتا تھا۔

"میں یہ انگوٹھی رکھ لیتا ہوں۔ لیکن پہنوں گا تب جب مجھے یقین ہو گا کہ ہم اچھے پارٹنر بن سکتے ہیں۔۔۔"نوشیرواں نے درمیانی راہ نکالی تھی۔وہ میری کو ٹالنے کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

"آہ تم دونوں سہیلیوں کے نصیب شاید ایک جیسی سیاہی سے لکھے گئے ہیں۔۔۔"وفا اور قدردانی نے گھبرا کر میری کا چہرہ دیکھا تھا۔

"میرے شہر میں تمہارا راج کب ختم ہو گا۔۔۔"محبت نے وقت کو پھٹکارا تھا۔

نیازی منزل میں یاور کی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ریاض دیکھ رہا تھا کہ روزی اس سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔ مگر الجھن کا شکار ہے۔

شام کو کچن میں اسے اکیلا پا کر وہ آ گیا تھا۔

"روزی مجھے پتا ہے۔تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔ مگر اقرار سے ڈر رہی ہو۔تمہاری خاموشی بہت کچھ کہہ رہی ہے۔میں سمجھ سکتا ہوں۔بس کل بڑی اماں سے بات کروں گا۔یاور صاحب کی شادی کے بعد ہماری شادی بھی کر دیں گی وہ۔۔۔۔"

"مجھے معاف کر دو۔میں نے تمہارا بہت دل دکھایا ہے۔۔۔"روزی نے نم آنکھوں سے کہا تھا۔

"پاگل تم سے میں کبھی ناراض نہیں ہوا۔تمہاری ڈانٹ پھٹکار میں بھی محبت چھپی ہوتی تھی۔"سادہ لوح ریاض نے کہا تھا۔

روزی ٹوٹے دل اور بھیگی آنکھوں سے مسکرادی۔اب تو عمر بھر کا غم تھا۔صبر تو وقت کے ساتھ ساتھ آنا تھا۔

کچن میں کھانا لینے آئی شندانہ نے ناچاہتے ہوئے ان کی باتیں سن لی تھیں۔

"سب کی محبت کی کہانیاں شروع ہو چکی ہیں۔پر میری کب ہو گی۔۔۔"اس نے اوپر دیکھ کر جیسے خاموش شکوہ کیا تھا۔اور چپ چاپ لوٹ گئی تھی۔

"بہت جلد۔۔۔"وفا نے کہا تھا۔

"کچھ قدم کی دوری پر۔۔۔"نارسائی بڑبڑائی تھی۔

"نئے سال کے تحفے میں تمہیں دھواں دار قسم کا عشق دینے جارہا ہوں۔۔۔" وقت نے دلچسپی سے کہا تھا۔

"بس کچھ دن کا اور انتظار۔۔۔"سادہ لوحی نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیا تھا۔

"یار یہ کیسا مزاق ہے۔جب سے رسم ہوئی ہے تم نا کال پر بات کر رہی ہو نا میسج کا جواب دیتی ہو۔۔۔"دوسرا ہفتہ تھا جب تحریم نے یاور سے خود ساختہ پردہ کر رکھا تھا۔وہ بہت تنگ تھا۔

"یاور بھائی دو ہفتے انتظار کر لیں۔۔۔"علینہ کا میسج آیا تھا۔

"افففف....سب کو بتا کر میری حالت کا مزہ لے رہی ہے۔۔۔"اس نے فون بیڈ پر پھینکا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟مزاج کیوں برہم ہیں یاور نیازی صاحب۔۔۔"کافی لاتی شندانہ نے پوچھا تھا۔

"یہ تحریم مجھ سے پردہ کر رہی ہے۔ دو ہفتے سے نہ وائس کال نہ ویڈیو کال اور نہ ہی ٹیکسٹ کر رہی ہے۔۔۔" یاور نے کافی کا کپ اُٹھاتے ہوئے اس سے شکوہ کیا تھا۔

"ہائے میرے شہزادے کو تڑپا رہی ہے۔۔۔" شندانہ نے مزہ لیا تھا۔

یاور نے آہ بھری تھی۔

"کیا محبت واقعی اتنی ظالم چیز ہے۔ جو یاور جیسے مضبوط انسان تک کو بے بس کر دیتی ہے۔۔۔۔" شندانہ نے آتشدان کو دیکھتے ہوئے سرگوشی کی تھی۔

"ہاں بہت ظالم چیز ہے۔ میری دعا ہے تمہیں شادی کے بعد محبت ہو۔۔۔" یاور نے دل سے دعا دی تھی۔ وہ قبولیت کا وقت نہیں تھا۔ اس کی دعا ٹھکرا دی گئی تھی۔

"لیکن میں چاہتی ہوں کہ مجھے محبت ہو جائے۔۔۔" شندانہ نے دل ہی دل میں کہا تھا۔ خاور اتنا تپا ہوا تھا کہ اگر وہ سن لیتا تو اس کی غیرت جاگ جاتی۔ پھر لیکچر شندانہ کی سرگرمیوں سے لیکر پڑھائی تک جاتا۔ وہ یاور کی شادی تک کسی کی ڈانٹ سننے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"میں بہت جلد آ رہی ہوں پیاری تمہارے پاس۔۔۔" محبت نے شندانہ کے جھمکے کو ہولے سے چھیڑ کر سرگوشی کی تھی۔

وہ اب مسکرا رہی تھی۔ بہت ہی دلکش مسکراہٹ۔ خدا کی قسم اگر ابراہیم اسے اب دیکھ لیتا تو حوش و ہواس کھو بیٹھتا۔ وہ اتنی خوبصورت تھی۔ خدا نے اسے فرصت سے بنایا تھا۔

"میں کتنے دن سے یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو۔ مگر کہہ نہیں پاتے۔ ہمارے رشتے میں جھجھک کب سے پیدا ہو گئی خاور۔۔۔" ابراہیم نے آج خاور کو اکیلے میں جا لیا تھا۔

"اگر میں کچھ کہوں تو تم غصہ تو نہیں کرو گے۔۔۔" خاور نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔بلیو پینٹ کوٹ میں وہ اس وقت بہت نروس لگ رہا تھا۔

"ہاں بالکل۔۔۔" ابراہیم نے اسے تسلی دی تھی۔

"مجھے علینہ سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔" خاور نے آنکھیں بند کر کے کہہ دیا تھا۔

"ارے یار! تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ایڈریس بتا ہم لے جائیں گے تیرا رشتہ۔۔۔" ابراہیم نے مسکراتے لہجے میں کہا تھا۔

"یار تم سمجھ نہیں رہے تمہاری کزن علینہ۔۔۔" خاور نے ہمت کر کے کہہ دیا تھا۔

"کیاااااا۔۔۔" ابراہیم کا منہ کھل گیا تھا۔

خاور نے دوڑ لگا دی۔وہ بھاگ کر گاڑی میں بیٹھ گیا اور اسٹارٹ کر کے بھگا لے گیا تھا۔آج رات تو وہ ابراہیم کے ہاتھ نہیں لگنے والا تھا۔

ابراہیم ابھی تک حیرت میں تھا۔

وہ بلیوں سے عشق کرنے والی اور چڑیوں جتنا چگنے والی بے ضرر سی لڑکی خاور جیسی توپ کو اچھی لگ گئی تھی۔

"واللہ۔۔" وہ جب ہوش میں آیا تو خاور غائب ہو چکا تھا۔ ابراہیم کا ایسی سچوئیشن سے پہلی بار سامنا ہوا تھا۔ اس کے بیسٹ فرینڈ نے اس کی کزن کا پرپوزل دیا تھا۔ وہ غصہ نہیں ہوا تھا۔ وہ حیرت میں تھا۔ کیونکہ خاور کی بے چینی اور اس کی زبانی وہ جان چکا تھا کہ معاملہ یک طرفہ تھا۔ وہ خاور کی شرافت اور علینہ کے مزاج سے بھی واقف تھا۔

"یہاں تو سب محبت کے ہاتھوں فنا ہو رہے۔۔۔" اس نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے خود کلامی کی تھی۔ وہ آج باہر کافی دن بعد لنچ پر آئے تھے۔ ہما کے آنے کے بعد وہ زیادہ تر کھانا گھر پر کھا رہا تھا۔

"لگتا ہے ابراہیم آگیا ہے۔۔۔۔" مظاہر آفندی بولے تھے۔

شام میں مظاہر آفندی فریش ہو کر ڈرائنگ روم میں نکلے تو گاڑی کی آواز پر خوش ہو کر کہا۔

"اسلام علیکم! کیسے ہیں آپ؟؟؟"

ابراہیم نے سسر کو دیکھ کر فوراً سلام کیا تھا۔

"ہم تو ٹھیک ہے برخوردار۔ آپ کو دعوت دینے آئے ہیں۔۔" انہوں نے کہا تھا۔

"جی ضرور آئیں گے ہم لوگ۔۔۔۔" ہما اتنی دیر میں چائے لے آئی تھی۔

"آپ لوگوں نے کھانا کھا لیا۔ مجھے بتا دیتے میں آجاتا جلدی۔۔۔" ابراہیم نے کہا تھا۔

"ہما نے ہمارا خوب خاطر مدارت کی۔۔۔" سائرہ بولی تھیں۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہما مہمان نواز ہے بہت۔۔۔" ابراہیم نے مسکرا کر ہما کو دیکھا تھا۔

"ان دونوں کی کیمسٹری غضب کی ہے۔۔۔" مظاہر آفندی نے سائرہ بیگم کے کان میں سر گوشی کی۔

"دونوں ساتھ کتنے اچھے لگتے ہیں۔۔۔" سائرہ نے دل ہی دل میں نظر اتاری تھی۔ ہما اور ابراہیم بلاشبہ پرفیکٹ کپل تھے۔ان کو ساتھ دیکھ کر ہر کوئی بے اختیار ماشاءاللہ کہتا تھا۔ابراہیم کی محبت کا رنگ سر تاپیر ہما کو رنگین کر چکا تھا۔وہ اس احتیاط اور محبت کے ساتھ ابراہیم پر نگاہ اُٹھاتی تھی کہ محبت اپنے آپ پر ناز کرتی تھی۔محبت کی یہ دیوی بڑی پر خلوص تھی۔

جاری ہے۔

New Era Magazine

نوٹ

گلاب رت کے حسین کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیاے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ(نیوایرا میگزین)